بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعظیمی سجدہ حرام ہے

مکمل صحیح اسلامی عقیدہ

(برائے تعلیم و تفہیم)

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

977-A، بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

0300-4274936,042-36880027-28

اسم ذات کے قطعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش ونگار سے مزین فرمایا اور آپ کے برادر حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے خصوصی طور پر قطب جلی پیر طریقت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی **محمد یوسف علی** صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندۂ ناچیز **منیر احمد یوسفی** (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور نے برادران طریقت اور احباب کیلئے شائع کیا۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : تعظیمی سجدہ حرام ہے

مؤلف : **منیر احمد یوسفی** (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

پیش لفظ : رشید احمد جنجوعہ (ایم۔اے ایل ایل بی)

پروف ریڈنگ : مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی زمزمی

علامہ مولانا مفتی محمد آصف یوسفی

کمپوزر : محمد عثمان علی یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، عظیم احمد یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سنٹر A-977' بلاک بی III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

باراول سن اشاعت : ۱۴۲۶ھ تعداد ۱۱۰۰ ربیع الاوّل

باردوم سن اشاعت : ۱۴۳۰ھ تعداد ۱۱۰۰ ربیع الاوّل

بارسوم سن اشاعت : ۱۴۳۴ھ تعداد ۲۲۰۰ جمادی الآخر

ہدیہ : =/۸۰

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)

مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی زمزمی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	انتساب۔	۷
۲۔	بہ فیضانِ نظر۔	۸
۳۔	گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے۔	۹
۴۔	پیش لفظ۔	۱۰
۵۔	عرضِ حال۔	۱۱
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور جہانگیر۔	۱۴
۷۔	سجدہ کیا ہے؟	۱۶
۸۔	سجدہ کی اقسام۔	۱۷
۹۔	سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنا۔	۱۷
۱۰۔	سجدہ کے لئے جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھیں یا گھٹنے۔	۱۸
۱۱۔	دو روایات اور بحث۔	۱۸
۱۲۔	سجدہ کی ترکیب۔	۱۹
۱۳۔	سجدہ میں ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟	۲۰
۱۴۔	سات ہڈیوں پر سجدہ۔	۲۱
۱۵۔	محولہ بالا حدیث پر شیخ محقق علیہ الرحمہ کی بحث۔	۲۱
۱۶۔	ٹھونگ مارنے کی ممانعت۔	۲۲
۱۷۔	کتے کی طرح ہاتھ پھیلانے کی ممانعت۔	۲۳
۱۸۔	سجدہ میں قرب الٰہی۔	۲۳
۱۹۔	سجدہ کی برکت سے جنتی۔	۲۳
۲۰۔	جنت میں جانے کا نسخہ۔	۲۴
۲۱۔	حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں ساتھ مانگنا۔	۲۵

۲۲۔	کپڑے پر سجدہ۔	۲۶
۲۳۔	دو سجدوں کے درمیان اُکڑوں بیٹھنا منع ہے۔	۲۶
۲۴۔	سجدہ میں دُعا۔	۲۶
۲۵۔	سجدہ کی ایک اور دُعا۔	۲۷
۲۶۔	سجدہ کی تسبیح۔	۲۸
۲۷۔	سجدہ تعظیم وتحیت جائز نہیں۔	۲۹
۲۸۔	دو سجدے۔	۲۹
۲۹۔	ایمان والوں کے بارے میں فرمایا۔	۳۳
۳۰۔	اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔	۳۳
۳۱۔	ملکہ بلقیس اور ہُد ہُد کا واقعہ۔	۳۳
۳۲۔	ہُد ہُد سے' بدتر لوگوں کی گفتگو۔	۳۴
۳۳۔	بندے کو دعوت۔	۳۵
۳۴۔	اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کی مطلقاً ممانعت۔	۳۶
۳۵۔	شوہر کا عورت پر حق۔	۳۶
۳۶۔	اُونٹ کا سجدہ کرنا۔	۳۶
۳۷۔	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کر دیا۔	۳۸
۳۸۔	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی واقعہ۔	۳۹
۳۹۔	چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔	۴۰
۴۰۔	اعرابی کا سجدہ کرنے کے لئے اِذن مانگنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت	۴۰
۴۱۔	حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۴۲
۴۲۔	تجزیہ۔	۴۳
۴۳۔	سچی اور صحیح بات کیا ہے؟۔	۴۴
۴۴۔	حدیثِ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ۔	۴۴

۴۵۔	دعوتِ فکر۔	۴۵
۴۶۔	خلاصۂ کلام۔	۴۶
۴۷۔	غلط تشریح کی غلط ترجمانی۔	۴۷
۴۸۔	ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا جواب۔	۴۸
۴۹۔	قبروں کا احترام۔	۴۹
۵۰۔	قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت۔	۴۹
۵۱۔	قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۵۰
۵۲۔	قبرستان میں جوتا اُتارنا۔	۵۰
۵۳۔	جوتیاں اُتار کر پھینک دیں۔	۵۱
۵۴۔	عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں۔	۵۲
۵۵۔	زیارتِ قبور۔	۵۴
۵۶۔	اجازتِ زیارتِ قبور۔	۵۴
۵۷۔	قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے۔	۵۵
۵۸۔	جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور۔	۵۵
۵۹۔	اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضۂ انور کی زیارت کرنا۔	۵۶
۶۰۔	راستہ میں واقع قبر کی زیارت۔	۵۷
۶۱۔	قبرِ انور پر چہرہ رکھنا۔	۵۸
۶۲۔	زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں۔	۵۹
۶۳۔	قبروں والوں کو سلام۔	۵۹
۶۴۔	میّت پہچانتی ہے۔	۶۲
۶۵۔	مُردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا۔	۶۳

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیفِ لطیف کو اُن تمام بالغ نظر صاحبِ ایمان لوگوں اور شریعتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاسبان بزرگانِ دین کے نام منسوب کرتا ہے جو مخلوق کو ہر قسم کا سجدہ کرنے کو حرام سمجھتے ہیں۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بفیضانِ نظر

پیر طریقت رہبرِ شریعت، امین علم لدُنی، قطبِ جلی،

نیرّ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، پیکرِ صدق وصفا، زبدۃ العارفین،

پروانۂ توحید و رسالت، نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہٗ العزیز

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

مرکزِ انوار و تجلیات آستانہ عالیہ

چیلے گوجراں شریف چک نمبر 176 گ۔ب تحصیل سمندری

ضلع فیصل آباد شریف

WWW.SEEDHARASTAH.COM

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

ترجمانِ اہلسنّت' شاعرِ مشرق، ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے ''بالِ جبریل'' میں قندیلِ نورانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی منقبت کو اپنے خصوصی انداز میں سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف چند جملوں میں یوں بیان کیا ہے:

حاضر ہوا میں شیخِ مجدّد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اُس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اُس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اَسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ مِلت کا نگہبان
اللہ (ﷻ) نے بروقت کیا جس کو خبردار

پیش لفظ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور بندے کی عبادات کا مقصد ومنشاء یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس سے راضی ہوجائے اوراُس کی مغفرت وبخشش ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کوعبادات میں سے نماز سب سے زیادہ پسند ہے کہ بندہ نماز کی اَدائیگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں سربسجود ہوکر اپنی عاجزی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وبڑائی کا اِقرار کرتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: **سجدہ کرو اورقرب حاصل کرو۔** گویا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہِ بے کس پناہ میں سجدہ ریز ہونے سے ہی اُس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔سجدہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کوسجدہ کرتا ہے،تو سجدہ کرنے والا اور سجدہ کرانے والا ، دونوں ہی سخت گنہگار گناہ کبیرہ اور فعل حرام کے مرتکب ہیں۔

شریعتِ اِسلامیہ میں کسی طرح کا بھی سجدہ خواہ تعظیم کے نظریہ سے ہو یا تحیت کے نظریہ سے، کسی اِنسان کو جائز نہیں' قطعاً حرام ہے۔

ضرورت ہے کہ لوگوں کو پیار ومحبت سے سمجھایا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی بھی بندے کوسجدہ کرنا جائز نہیں۔

قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد زیرِ نظر کتاب میں اِس مسئلہ کی وضاحت وصراحت بیان فرمائی ہے کہ سجدۂ اُلوہیت کیا ہے؟ نیز سجدۂ تعظیم وتحیت کیا ہے اور یہ کیوں حرام ونا جائز ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے قبلہ محترم کی اِس گرانقدر کاوش کو اپنی بارگاہِ کرم میں قبول فرمائے اور قارئینِ کرام کو اِس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

خیر اَندیش
رشید احمد جنجوعہ عفی عنہ

عرضِ حال

اِسلام محبت ،سلامتی ، بھلائی اور خیر خواہی والا دین ہے ، یہ دین ڈوبنے والوں کو بچاتا ہے اور مرنے والوں کو زندگی بخشتا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

جس نے ایک اِنسان کو زندہ کیا اُس نے ساری اِنسانیت کو زندہ کردیا۔

اِسلام مسلمان بنانے والا دین ہے۔ مشرک، کافر اور بدعتی بنانے والا دین نہیں ہے۔ اِسلام تعلیم و تربیت والا دین ہے۔حق و باطل کا فرق بتانے والا دین ہے۔ غلط نظریات کے مقابلے میں صحیح نظریات کی تشہیر کرنے والا دین ہے۔شرک و کفر سے نکال کر نورِ ایمان کی روشنی میں لانے والا دین ہے۔ اِسلام کی اِن لازوال خوبیوں کی روشنی میں موجودہ مسلم معاشرہ کو صحیح راہ پر چلانے کی ضرورت ہے۔

اِسلام اِنتہا پسندی اور خود ساختہ نظریات کا قائل نہیں ۔ جو لوگ اِصلاح کے درس سے بے خبر ہیں، وہ بے سوچے سمجھے فتوے لگادیتے ہیں۔جن کی وجہ سے کشیدگی اور نفرت جنم لیتی ہے۔ ہمیں صحیح اور غلط کام میں فرق رکھنا چاہئے، یہی اِنصاف کا تقاضا ہے۔ سچ کو سچ کہنا اور غلط کو غلط کہنا اور اَحسن طریقہ سے اِصلاح کرنا طریقۂ اِسلام ہے۔

ہمارے معاشرہ میں لوگ اپنے بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں چومنا اَحادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک چوم لیتے تھے ۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ ''الادب المفرد'' میں لکھتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چوم لیتے تھے۔ چونکہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اِس لئے اِسے شرک و بدعت کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور عمل مبارک کا اِنکار ہے۔ اگر ہاتھ پاؤں چومنا حرام ،شرک اور ناجائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے نورانی ہاتھ مبارک اور نورانی پاؤں مبارک چومنے کی قطعاً اِجازت نہ دیتے ۔ یہ یقینی بات ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنے

کے لئے جھکنا پڑتا ہے مگر اِس جھکنے کا مقصد نہ تو سجدہ ہوتا ہے اور نہ ہی یہ شرک ہے۔

ہاں! اَلبتہ شریعتِ اِسلامیہ محمدیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات میں غیرِ خدا کو سجدہ کرنا قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ نہ تو رسولِ کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سجدہ کروایا اور نہ ہی کسی کو سجدہ کرنے کی اِجازت دی بلکہ کثیر اَحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

آج جو ناسمجھ لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، اُن ناسمجھ اور کم علم لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اِسلام میں صرف ایک سجدہ ہے جو صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کو کیا جاتا ہے۔ اِس سجدہ کے علاوہ اِسلام میں اور کوئی سجدہ نہیں۔ اِسلام نے تعظیمی سجدہ اور سجدۂ تحیت کی بھی قطعاً اجازت نہیں دی۔

اِس کے باوجود جو لوگ سجدۂ تعظیمی کرتے ہیں' وہ لوگ سجدہ کرنے کے باوجود نہ تو کسی بزرگ اور مزار کو اِلٰہ مانتے ہیں اور نہ ہی اِلٰہ کا شریک۔ جتنے بھی لوگ مزارات کو سجدہ کرتے ہیں' وہ بیچارے اپنے ناقص خیال کے مطابق تعظیم کرتے ہیں۔ لیکن اِسلام نے اَیسی تعظیم کی قطعاً اِجازت نہیں دی۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو سجدہ کرتا ہے تو وہ حرام کا مرتکب ہوتا ہے اور جو سجدہ کرواتا ہے وہ بھی۔

یہ بات ہر کلمہ گو کو اچھی طرح معلوم ہونی چاہئے کہ اِسلام میں تعظیمی سجدہ قطعاً حرام ہے اور اگر نعوذ باللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک سمجھ کر سجدہ کیا جائے تو یہ شرک ہے۔

قبروں کو سجدہ کرنے والے یقیناً بزرگوں کو اِلٰہ نہیں مانتے بلکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے اَیسا کرتے ہیں۔ کیونکہ سجدہ کرنے والے لوگ جب نماز پڑھتے ہیں، تو جس صاحبِ مزار کو سجدہ کرتے ہیں' نماز کے وقت اُس کی طرف پشت کر لیتے ہیں اور قبلہ مقدسہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اپنے عمل سے اِظہار کرتے ہیں کہ صاحبِ قبر ہمارا معبود نہیں ہے بلکہ ہمارا معبود برحق وہ ہے جس کے گھر یعنی خانہ کعبہ' قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

قبروں کو سجدہ کرنے والے حضرات اسلام کو ناقابل برداشت اور ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہر ذی شعور ایمان والے کو اس گناہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے خلوص اور ہمدردی سے کوشش کرنی چاہئے تاکہ ایسے غلط کار اور نادان لوگ صحیح راہ اختیار کرسکیں۔ بیمار کا علاج حکمت سے کیا جاتا ہے۔ اِن بیمارانِ اِسلام کے علاج کے لئے بھی حکمت و دانائی اور رحمت کی ضرورت ہے۔

ہماری کامیابی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کی سنہری تعلیمات پر عمل کرنے سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ سے محبت کی تعلیم و تبلیغ کی ضرورت ہے۔ ہماری دُنیا و آخرت میں کامیابی صرف اور صرف نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری میں ہے۔ آپ ﷺ کی اِطاعت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اِطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی نافرمانی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف وڈر اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت اور اِطاعت ہی ہماری عزت اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے مزارات کو سجدہ کرنے والے بیماروں کے علاج کے لئے تعظیمی سجدہ حرام ہے کے عنوان سے زیرِ نظر کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ گذارش ہے کہ اِس کتاب کا مطالعہ تعصّب، ضد اور عناد سے نہ کیا جائے۔ اگر کوئی غلطی نظر سے گزرے تو شفقت کے ساتھ اُس کی اِطلاع کی جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ لازوال میں دُعا ہے کہ اللہ ربُّ العالمین عزت و وقار اور ایمان والی زندگی عطا فرمائے اور دعوت و تبلیغ کی ہمت، حکمت اور دانائی نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین!

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور جہانگیر

مغل بادشاہ اکبر کے بعد اُس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اکبر کے مقابلہ میں اِس کو دین سے اگرچہ عناد نہیں تھا مگر یہ بھی لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اَرکانِ سلطنت اور اُمرائے دربار کے نام اِس فعلِ حرام کے خلاف خطوط لکھے۔ یہ خطوط اِصلاحِ حال، حمائتِ اِسلام اور دین کی حمیت کے سلسلہ میں تھے جہانگیر کا وزیر بے تدبیر، شیطان نظیر، آصف جاہ، مخالفانِ دین اور منافقانِ بے یقین سے مل کر خفیہ طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خلاف سازشیں کیا کرتا تھا۔

آصف جاہ کے بہکانے پر جہانگیر' حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا اور حضرت کو دربار میں بلایا۔ آپ دربار میں تشریف لائے مگر سجدہ نہ کیا۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا آپ نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: میں نے آج تک سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نہ تو کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ ہی کروں گا۔ اِس پر بادشاہ نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کرنے کا حکم دے دیا۔ نظر بندی کا یہ واقعہ ربیع الآخر ۱۰۲۸ھ میں پیش آیا۔ قید کے بعد آپ کی ساری جائیداد، جن میں کتابیں بھی تھیں، ضبط کر لی گئی۔ قید و بند کے باوجود آپ نے گوالیار کے قلعہ میں تبلیغ و اِرشاد کا زبردست سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کی تبلیغ سے کئی ہزار قیدی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

جن دنوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نظر بند تھے۔ آپ کے ایک مخلص دوست نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر ہے' کیوں دوڑتے ہو؟ اُنہوں نے کہا' حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اُس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی خبر پُرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جب میں اِس قلعہ کے دروازے پر پہنچا تو لوگوں کا شور و غل تھا اور خلقت صفیں باندھے کھڑی تھی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ

نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو قید سے رہا فرما دیا ہے۔ (روضۃ القیومیہ ص ۳۲۲)

اِدھر دوسری طرف جہانگیر ایک رات تخت پر بیٹھا تھا اور مجلسِ عیش ونشاط گرم تھی۔ اَچانک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مجلس میں آئے اور بادشاہ کو مع تخت اُٹھا کر پٹخ دیا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو بادشاہ سخت شرمندہ ہوا، اُسی وقت عرضی لکھی، اپنی خطاؤں پر بہت معافی مانگی اور رہائی کا اِعلان کیا مگر آپ نے جواباً چند شرائط لکھ بھیجیں کہ اگر یہ منظور ہیں تو میں جیل سے نکلوں گا' ورنہ جیل میں ہی خوش ہوں۔

شرائط یہ تھیں: (۱) سجدہ کروانا ختم کرو۔ (۲) ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں اُنہیں از سرِ نو تعمیر کروا دو اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ تا کہ مسلمان آ کر اُس میں نماز اَدا کریں۔ (۳) اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو اور حکم دے دو کہ تمام ممالکِ محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے۔ (۴) تمام اِنتظامیہ شرعی ہو۔ مثلاً قاضی، محتسب اور مفتی وغیرہ علمائے کرام میں سے مقرر کئے جائیں۔ (۵) کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ (۶) اَحکام شریعت کو کماحقہٗ نافذ کیا جائے، باطل رسوم و آئین اور بدعات کو ترک کیا جائے اور (۷) تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اَمراض حضرت قیوم اوّل علیہ الرحمہ کی دُعا کے بغیر دُور نہیں ہوں گیں اور آپ کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی۔ اِس واسطے بادشاہ نے اِن تمام شرائط کو منظور کر لیا اور اپنے بہت سے اُمراء کو آپ کی خدمت میں بھیجا تا کہ اُنہیں تعظیم وتکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔

جب اُمراء پہنچے تو آپ بھی اَمرِ الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اِس قلعہ میں پڑے گل سڑ رہے تھے۔ اُنہیں بھی رہائی مل گئی۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اَب اِس دَر کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں؟ اِس واسطے وہ بھی آپ کے ہمراہ ہوئے۔ آپ کی شرائط کے مطابق بھرپور عمل شروع ہو گیا۔

سجدہ کیا ہے؟

سجدہ لغت میں زمین پر سر رکھنے‘ عاجزی کرنے اور سر نیچا کرنے کو کہتے ہیں۔ اِس کے اَصل معنی فروتنی اور عاجزی کرنے کے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے عاجزی اور اُس کی عبادت کرنے کو سجدہ کہا جاتا ہے اور اِنسان‘ حیوانات اور جمادات سب کے حق میں ہے۔ اِس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سجدۂ اِختیاری (۲) سجدۂ تسخیری

(۱) سجدۂ اِختیاری اِنسان کے ساتھ خاص ہے اور اِس سے وہ ثوابِ الٰہی کا مستحق ہوتا ہے۔ سورۃ النجم کی آیتِ مبارک نمبر ۶۲ میں ہے: (ترجمہ:) ”سو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لیے سجدہ کرو اور اُسی کی عبادت کرو“۔

(۲) سجدۂ تسخیری اِنسان‘ حیوانات اور جمادات سب کے حق میں عام ہے۔ چنانچہ فرمایا:

(ترجمہ:) ”(فرشتے) جو آسمان میں ہیں اور جو اِنسان زمین میں ہیں، چار و ناچار، اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور صبح و شام اُن کے سائے (بھی اُس کو سجدہ کرتے ہیں)“۔ (الرعد:۱۵)۔

نیز فرمایا: ”اور جتنی چیزیں آسمانوں اور جتنی جاندار چیزیں زمین میں ہیں اور فرشتے سب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے آگے سربسجود ہیں“۔ (النحل:۴۹)۔

اِصطلاحِ شریعت میں سجدہ کو نماز کا خاص رکن قرار دیا گیا ہے اور اِس کا اطلاق سجدۂ قرآنِ مجید اور سجدۂ شکر پر بھی ہے۔

سجدہ کی اَقسام

سجدہ کی تین اَقسام ہیں:

(۱) سجدۂ عبادت (۲) سجدۂ تعظیم اور (۳) سجدۂ تحیت

(۱) سجدۂ عبادت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہوتا ہے۔(۲) سجدۂ تعظیم وہ تھا جو فرشتوں نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو کیا اور (۳) سجدۂ تحیت وہ تھا جو حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام اور آپ کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بیٹوں نے حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کو کیا۔ سجدۂ عبادت اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ غیرِ خدا کو ایسا سجدہ کرنا شرک ہے۔ آخری دو سجدے شریعتِ اسلامیہ محمدیہ علیہ الصلوات والتسلیمات میں حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں۔ سجدہ اَندرونِ نماز بھی عبادت ہے اور بیرونِ نماز بھی جیسے سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت۔ جبکہ قیام اور رکوع اَندرونِ نماز تو عبادت ہیں بیرونِ نماز عبادت نہیں مثلاً بینک میں بلوں کی اَدائیگی کے لئے اپنی باری کے اِنتظار میں کھڑے رہنا، قیام کرنا، جوتوں کے تسمے باندھنے کے لئے رکوع کی حد تک جھکنا۔

سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنا:

حضرت مطرف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ میں نے اور حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

فَکَانَ اِذَا سَجَدَ کَبَّرَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ کَبَّرَ وَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ کَبَّرَ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ اَخَذَ عِمْرَانُ بِیَدِیْ [۱]

---

[۱] نسائی جلد۱ص۱۶۴۔

''وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے اور دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو تکبیر کہتے جب وہ نماز پڑھ چکے تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ تو اُنہوں نے فرمایا' اُنہوں نے (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے) مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دِلا دی''۔[۲]

سجدہ کے لئے جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھیں یا گھٹنے:

دو روایات اور بحث:

(۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: **اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ وَ اِذَا نَھَضَ رَفَعَ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ**[۳] ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اُٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے''۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: **اِذَا سَجَدَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْرُکْ کَمَا یَبْرُکُ الْبَعِیْرُ وَلْیَضَعْ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ**[۴] ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اُونٹ کی طرح نہ بیٹھے، چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی محولہ بالا دوسری حدیث شریف بظاہر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی پہلی حدیث شریف کے مخالف ہے کیونکہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھے اور اوّل حدیث شریف اِس پر دلالت کرتی ہے کہ زانو پہلے زمین پر رکھے جائیں۔ حضرت اِمام ابوحنیفہ' حضرت امام شافعی اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے' اُن کے مشہور قول

---

[۲] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۴۔ [۳] ترمذی جلد ۱ ص ۶۱' نسائی جلد ۱ ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۹۔ [۴] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۹۹۔

کے مطابق، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف پر عمل کیا ہے اور ہاتھوں سے پہلے زانو زمین پر رکھتے۔ علماء کرام نے یہاں یہ بھی کہا ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف، زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف کی ناسخ ہے۔ صحیح ابنِ خزیمہ میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ مبارک کی ابتداء فرماتے تو پہلے نورانی گھٹنے مبارک زمین پر رکھتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اَحادیثِ مبارکہ میں ہے کہ ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ مبارک زمین پر رکھتے تھے تو ہمیں فرمایا گیا کہ ہم پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ۔ (اشعۃ اللمعات)

سُنّت یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین سے قریب والا عضو زمین پر پہلے رکھے کہ پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور سجدہ سے اُٹھتے وقت اِس کے برعکس کرے کہ پہلے پیشانی اُٹھائے پھر ناک پھر گھٹنے۔ (مرآۃ جلد۲ ص ۸۵)۔

صاحبِ مشکوٰۃ المصابیح نے لکھا ہے وَقِیْلَ ھٰذَا مَنْسُوْخٌ اور کہا گیا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف)۔

سجدہ کی ترکیب:

حضرت بَرَاء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ ۵

''جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں رکھو اور کہنیاں اُٹھاؤ''۔ (یہ حکم مردوں کے لئے)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں،

کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَجَدَ جَافٰی بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی لَوْ اَنَّ بَهْمَةً

---

۵ مسلم جلد ۱ ص ۱۹۴، مشکوٰۃ ص ۸۳، مسند احمد جلد ۹ ص ۲۸۹، السنن الکبریٰ للبیهقی جلد ۲ ص ۱۱۳۔

اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ یَدَیْهِ مَرَّتْ ٦

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے (نورانی) ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھتے حتیٰ کہ اگر بکری کا بچہ آپ ﷺ کے (نورانی) ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا''۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَبْدُوْ بَیَاضُ اِبْطَیْهِ ۷

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے (نورانی) ہاتھوں کے درمیان کشادگی فرماتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی (نورانی) بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی''۔

سجدہ میں ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بِالْاَرْضِ فَلْیَضَعْ كَفَّیْهِ عَلَی الَّذِیْ وَضَعَ عَلَیْهِ جَبْهَتَهٗ ثُمَّ اِذَا رَفَعَ فَلْیَرْفَعْهُمَا فَاِنَّ الْیَدَیْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا یَسْجُدُ الْوَجْهُ ۸ ''جو (نماز میں) اپنی پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی وہیں رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے، جب (سجدہ سے) سر اُٹھائے تو ہاتھ بھی اُٹھائے کیونکہ جیسے چہرہ سجدہ کرتا ہے ویسے ہی ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہاتھ بھی اُسی جگہ کے قریب رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے۔ پیشانی کے آس پاس ہاتھوں کو چہرے سے دُور اور آگے یا پیچھے نہ رکھے یا عبارت کا یہ معنیٰ ہے کہ ہاتھ بھی زمین پر اُسی طرح رکھے جس طرح اُس نے پیشانی رکھی ہے یعنی اُنگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

---

٦ ابوداؤد حدیث نمبر ۸۹۸' مشکوٰۃ ص ۸۳' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۶' کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۸۹۵' حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۱۰۰' نسائی جلد ۱ ص ۱۶۷۔ ۷ مشکوٰۃ ص ۸۴' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۵۔
۸ مرآۃ جلد ۲ ص ۸۶' نسائی جلد ۱ ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۴۔

سات ہڈیوں پر سجدہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَلَا نَکْفِتُ الثِّیَابَ وَالشَّعْرَ ۹

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی' دونوں ہاتھوں' دونوں گھٹنوں' اور دونوں قدموں کے کناروں پر اور یہ کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں''۔

اگرچہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کے تابع ہے۔ اِس لئے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں۔ اس طرح دس کی دس اُنگلیوں کے سرے کعبۃ اللہ کی طرف رہیں۔ ایسا کرنا سُنّت ہے۔

محولہ بالا حدیث شریف پر شیخ محقق علیہ الرحمہ کی بحث:

شیخ المحدثین شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز محولہ بالا حدیث شریف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''اِن تمام اعضاء کو سجدہ میں زمین پر رکھنا چاہئے۔ ایک روایت میں **جَبْھَۃٌ** کی بجائے **وَجْہٌ** کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں **جَبْھَۃٌ** (پیشانی) کے ساتھ **اَنْفٌ** یعنی ناک کا ذکر بھی آیا ہے۔ اِسی بنا پر اکثر آئمہ اس طرف گئے ہیں کہ ناک اور پیشانی دونوں زمین پر رکھنے چاہئیں اور دونوں کے بغیر

۹ بخاری جلد ا ص ۱۱۲' مسلم جلد ا ص ۱۹۳' مشکوٰۃ ص ۸۳' مرآۃ جلد ۲ ص ۷۹' نسائی جلد ا ص ۱۶۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۳' مسند احمد جلد ا ص ۲۹۲' ترمذی جلد ا ص ۶۲' تلخیص الحبیر جلد ا ص ۲۵۱' قرطبی جلد ا جز ا حدیث نمبر ۳۴۶' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۰۔

سجدہ روا نہ ہوگا۔ فقہ حنفی میں پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرنا افضل ہے اور دونوں میں سے ایک پر کریں تو بھی کافی ہے۔ بس اگر صرف پیشانی سے سجدہ کریں تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک ایک روایت میں بلا کراہت جائز ہے اور اگر صرف ناک سے سجدہ کریں تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور امام صاحب سے ایک روایت میں صرف ناک سے سجدہ جائز نہیں ہے۔ ایک دوسری روایت میں جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ ہاں ہاتھوں اور زانوؤں کا زمین پر رکھنا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک سُنّت ہے اور حضرت ابواللیث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر زانوں زمین پر نہ رکھے تو سجدہ جائز نہ ہوگا جیسا کہ شرح ابنِ الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے اور پاؤں کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر دونوں (پاؤں) اُٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اُٹھائے رکھا تو نماز مکروہ ہوگی''۔

ٹھونگ مارنے کی ممانعت:

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نُقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ [۱۰]

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کوّے کی طرح ٹھونگ مارنے ○ اور درندے کی طرح بازو بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ ○○

○ مرغ کا ٹھونگ مارنا یا کوے کا ٹھونگ مارنا اور دانہ چگنا کنایہ ہے جلد سجدہ کرنے اور اعتدال اور اطمینان ملحوظ نہ رکھنے سے۔

○○ جیسے کتا اور شیر وغیرہ اپنے بازو بچھا لیتے ہیں۔

---

[۱۰] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۰۲' مرقاۃ جلد۲ ص ۵۷۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۶۲' نسائی حدیث نمبر ۱۱۱۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۲۹' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۲۸' جلد ۵ ص ۴۷۷' مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۲۲۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۸۔

کتے کی طرح ہاتھ پھیلانے کی ممانعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْهِ اِنْبِسَاطَ الْکَلْبِ [۱]

"سجدہ میں اعتدال اور اطمینان اختیار کرو اور تم میں سے کوئی آدمی اپنے ہاتھ (زمین پر) اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے"۔

سجدہ میں قرب الٰہی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ** [۲] "بندہ اپنے ربّ کریم کے قریب سب سے زیادہ اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے"۔

سجدہ کی برکت سے جنتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَاوَیْلَتٰی اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ

---

[۱] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۸۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۷۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۹۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۹۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۱۵-۱۱۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۳، مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۔

[۲] مسلم جلد ا ص ۱۹۱ حدیث نمبر (۲۱۵، ۴۸۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۱، مشکوٰۃ ص ۸۴ حدیث نمبر ۸۹۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۶، مظہری جلد ۳ ص ۲۵۶، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۲، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۲۴۹۔

وَاُمِرْتُ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ ۱۳؎

''(حضرت) آدم (علیہ السلام) کا بیٹا جب آیتِ سجدہ تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور یہ کہتا ہوا اُس سے دُور ہو جاتا ہے اُفسوس مجھ پر ہلاکت' غم ذلت اور شرمندگی ٹوٹ پڑی۔ ابنِ آدم کو سجدے کا حکم ہوا تو سجدے کا حکم بجالایا۔ اِس کے لئے جنت ہے۔ مجھے سجدے کے لئے حکم ہوا میں نے اُس کا اِنکار کیا تو میں دوزخی ہو گیا''۔

جنت میں جانے کا نسخہ:

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے کہا' مجھے ایسا عمل بتائیں جو میں کروں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی برکت سے مجھے جنت میں داخل فرمائے مگر آپ خاموش رہے تو میں نے پھر پوچھا تو آپ پھر خاموش رہے۔ میں نے تیسری بار پوچھا تو فرمایا' میں نے اِس بارے میں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

عَلَیْکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ لِلّٰہِ فَاِنَّکَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰہِ سَجْدَۃً اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْکَ بِھَا خَطِیْئَۃً

''اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ کے لئے زیادہ سجدے اِختیار کرو کہ تم اللہ عزوجل کے لئے کوئی سجدہ نہ کرو گے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہ اُس کی برکت سے

۱۳؎ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۵۴۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۹۵' مسلم حدیث نمبر ۱۳۳-۸۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۵۳۔ البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۹۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۰۸' مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۶' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۵۱' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۷' مظہری جلد ۳ ص ۴۵۶۔

تمہارا درجہ بلند فرمائے گا اور تمہاری خطاء معاف فرمائے گا"۔ حضرت معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملا' میں نے اُن سے بھی پوچھا' اُنہوں نے بھی وہی کچھ فرمایا جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ ۱۴

سجدہ گناہوں اور برائیوں کی معافی کا سبب بھی ہے اور درجات کی بلندی اور نیکیوں کے بڑھنے کا موجب ہے۔ ضرر اور نقصان کو دُور کر کے نفع سے ہمکنار کر کے بندے کو فلاح ونجات سے بہرہ ور کرتا ہے۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں ساتھ مانگنا:

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاٰتِيْهِ بِوُضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِىْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِى الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّىْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۱۵

"میں رات کو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کی اشیاء لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: مانگ۔ میں نے عرض کی' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی اور رفاقت مانگتا ہوں۔ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی اور چیز مانگ۔ میں نے عرض کیا' میرا مقصود ومدعا یہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کثرتِ سجود سے اپنے نفس کے خلاف میری مدد کر"۔

---

۱۴ مسلم شریف ۲۸۸/۲۲۵' ترمذی مختصراً حدیث نمبر ۳۸۸' نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۹' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۹۷' مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۸' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۴۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۲۳' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۹۔ ۱۵ مسلم ۲۸۹/۲۲۶' نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۹۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۷' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۵۰۔

کپڑے پر سجدہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالظَّھَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰی ثِیَابِنَا اِتِّقَآءَ الْحَرِّ [۱۶] ''جب ہم رسولِ (کریم رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوپہر کو نماز پڑھتے تو گرمی کی وجہ سے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے''۔

دو سجدوں کے درمیان اُکڑوں بیٹھنا منع ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا عَلِیُّ اِنِّیْ اُحِبُّ لَکَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ وَاُکْرِہُ لَکَ مَا اُکْرِہُ لِنَفْسِیْ لَا تَقْعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ [۱۷] ''اے علی (رضی اللہ عنہ) میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تیرے لئے وہی چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ دو سجدوں کے درمیان اُکڑوں نہ بیٹھنا''۔

اِقْعَا: دو سجدوں کے درمیان اِقْعَا نہ کرنا، اِقْعَا کا معنی ہے، سرین زمین پر رکھ لینا اور دونوں زانوں کھڑے کر لینا۔ ہدایہ شریف میں اِقْعَا کی یہی تفسیر کی گئی ہے اور صاحب ہدایہ شریف نے یہ تفسیر کر کے فرمایا: وَھُوَ الصَّحِیْحُ (یعنی اِقْعَا کی یہی تفسیر صحیح ہے) نمازی جب بھی بیٹھے دو زانوں بیٹھے۔

سجدہ میں دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، میں نے ایک رات رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر نہ دیکھا، میں

---

[۱۶] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۷۔ [۱۷] ترمذی جلد ۱ ص ۶۳، مشکوٰۃ ص ۸۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۷، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۴۶، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۸۳۶، کنز العمال حدیث ۲۱۸۷۷۔ ۲۲۰۰۲۔ ۲۲۰۵۹۔

دیکھنے چلی تو آپ ﷺ کو سجدے میں پایا، آپ ﷺ سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے (پنجے زمین پر لگے ہوئے تھے اس طرح کہ اُنگلیوں مبارک کا رخ قبلہ شریف کی طرف تھا) اور آپ ﷺ یہ دُعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سُخْطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَااُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ۱۸؎

''یا اللہ (عزوجل) میں تیرے غُصّہ سے تیری خوشی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری مغفرت کی تیرے عذاب سے اور تیری پوری تعریف نہیں کرسکتا تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اُس سے دُور رہتے ہیں البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اُس سے خصوصی قُرب نصیب ہوتا ہے۔ لہٰذا اِس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔

مسئلہ: نوافل کے سجدوں میں اکثر دُعائیں کی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ: فرائض کے سجدوں میں تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** اور کبھی کبھی جب تنہا نمازِ فرض اَدا کرتے ہوں تو اور دُعا بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: اِمام کو نمازِ فرض کے سجدوں میں تسبیح ہی پڑھنی چاہیے۔

سجدہ کی ایک اور دُعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی (کریم رؤف

۱۸؎ نسائی جلد۱ص ۱۶۹، مشکوٰۃ ص ۸۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۳۳، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۶، ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۱۱۷۹، مسند احمد جلد۱ص ۹۶، صحیح ابنِ خزیمہ حدیث نمبر ۶۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ص ۳۰۶۔

ورحیم) ﷺ سجدہ میں یہ دُعا (اُمت کی تعلیم کے لئے) پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ وَ عَلَا نِیَّتَہٗ وَ سِرَّہٗ [19]

''اے میرے اللہ (جلّ جلالک) میرے سارے گناہ بخش دے، چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، کھلے چھپے''۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ دُعا نفلوں کے سجدوں میں تھی یا کبھی کبھار فرائض کے سجدوں میں۔ بیانِ جواز کے لئے یہ اور ایسی دُعائیں اُمّت کی تعلیم کے لئے ہیں۔ وگرنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گناہ تو کیا اِرادہ گناہ سے بھی پاک ہیں۔ معصوم ہیں۔

سجدہ کی تسبیح:

حضرت عُقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب یہ آیتِ پاک نازل ہوئی: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیں فرمایا: اِجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ [20] ''اِس کو اپنے سجدوں میں کیا کرو''۔ (یعنی سجدوں میں پڑھا کرو)۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ (کریم رؤف ورحیم) ﷺ سے سنا:

اِذَا سَجَدَ قَالَ (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ [21]

آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے، تو تین مرتبہ پڑھتے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ''پاک ہے میرا ربّ (کریم) جو سب سے اعلیٰ ہے''۔

---

[19] مسلم جلد ا ص ۱۹۱، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۱، مشکوٰۃ ص ۸۴، صحیح ابنِ خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۲ ص ۱۱۰۔ [20] ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۸۸۷، صحیح ابنِ خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۰۔

[21] ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۸۸۸، ابوداؤد جلد ا ص ۱۳۳۔

سجدۂ تعظیم وتحیت جائز نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ازلی، ابدی، سرمدی، واجب الوجود اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہی بندگی، عبادت اور پوجا کے لائق ہے۔ اُس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی عبادت اور بندگی کے لئے لوگوں کو کہے۔ اللہ عزوجل نے قرآنِ مجید میں ارشادِ عظیم فرمایا ہے:۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ (آل عمران:۷۹)

''کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ (عزوجل) اُسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ (عزوجل) کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ، اِس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اِس سے کہ تم درس کرتے ہو''۔

تخلیقِ انسان سے قبل ملائکہ اور جنات سب اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی بندگی کرتے تھے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اُن کے بعد انبیاء کرام علیہم السّلام کا سلسلۂ بعثت شروع ہوا تو ہر نبی علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا حکم دیا اور اُسی کے حضور سجدہ ریز ہونے کی تعلیم وتبلیغ فرمائی۔

دوسجدے:

قرآنِ مجید میں ایسے دوسجدوں کا ذکر آتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا غیر خدا کو کئے گئے ہیں، جن میں ایک سجدہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو کیا گیا اور دوسرا

حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کو۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا وہ سجدۂ تعظیم تھا۔ جو حکم خداوندی کے تحت بجالایا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ○ (الحجر: ۲۸، ۲۹)

’’اور یاد کرو جب تمہارے ربّ (کریم) نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی بنانے والا ہوں، بجتی مٹی سے، جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے۔ تو جب میں اُسے ٹھیک کرلوں اور اُس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اُس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا‘‘۔ چنانچہ

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ○

’’تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گر گئے‘‘۔ فرشتوں نے اللہ عزوجل کے حکم پر یہ سجدہ ادا کیا۔ اِس سجدے کا مقصد حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم تھی۔

یہ سجدہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز احکام شرعیہ انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے۔ فرشتوں نے یہ سجدہ صرف ایک بار کیا اور سب نے ایک ساتھ کیا۔

دوسرا سجدہ حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کو ہوا جو سجدۂ تحیت (سجدۂ سلامی) تھا۔ یہ سجدہ حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں نے حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کو کیا جس کا ذکر سورۂ یوسف میں آتا ہے ’’پھر جب سب حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اُس (یعنی حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام) نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو امان

کے ساتھ'' حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کا احترام کیا:

وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا... ۚ (یوسف:۱۰۰)

''اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب اُس کے لئے سجدہ میں گر گئے''۔

یہ سجدہ بھی ایک مرتبہ کیا گیا جو سجدۂ تحیت کہلاتا ہے۔ پہلا سجدہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہوا جبکہ دوسرے سجدہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعتراض نہ کیا۔ اس لئے کہ دونوں سجدوں میں تعظیم وتحیت کا نظریہ تھا۔ سجدۂ اُلوہیت صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک کو ہے۔ لیکن وقت کے دھارے بدلتے گئے، لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بُت گھڑ لئے اور اُن بتوں کو معبود بنالیا اور اُن کو سجدے کرنے لگے۔ علاوہ ازیں لوگوں نے سورج، چاند، ستاروں، فرشتوں اور نباتات اور درختوں کو بھی معبود بنالیا اور اُنہیں بھی سجدہ کرنے لگے۔ ربّ کائنات نے تمام معبودانِ باطل کی تردید فرماتے ہوئے ہر سجدہ کی نفی فرمائی اور قرآنِ مجید میں بڑی تفصیل سے فرمایا کہ سجدۂ اُلوہیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہی ذاتِ کریمہ کو جائز ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ کثیرہ میں سجدۂ تعظیم وتحیت کی بڑی واضح الفاظ میں تردید موجود ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں سجدۂ اُلوہیت کا مختلف آیاتِ مبارکہ میں تذکرہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ہے:

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ ○ وَلِلّٰهِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّةٍ وَّالۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُمۡ لَا یَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ○ (النحل:۴۸،۴۹) (آیتِ سجدہ)

''اور کیا اُنہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں دائیں اور بائیں جھکتی ہیں اللہ (عزوجل) کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اللہ (جل جلالہ)

کے حضور عاجز ہیں اور اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے”۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۝ السجدۃ (الحج:۱۸)

”کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ (عزوجل) کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا اور جسے اللہ (عزوجل) ذلیل کرے اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ (عزوجل) جو چاہے سو کرے“۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا ۝ السجدۃ (مریم:۵۸) (آیت سجدہ)

”اور یہ ہیں جن پر اللہ (جلَّ سلطانہ) نے اِنعام فرمایا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے اور اُن میں جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد سے اور اُن میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا۔ جب رحمان (سبحانہ و تعالیٰ) کی آیاتِ

(مبارکہ) پڑھی جائیں گر پڑتے ہیں، سجدہ کرتے اور روتے"۔

اِیمان والوں کے بارے میں فرمایا:

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ السجدۃ (السجدۃ:۱۵)

"ہماری آیاتِ (مبارکہ) پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ اُنہیں یاد دلائی جاتی ہیں، سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے ربّ (عظیم) کی تعریف کرتے ہوئے اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا:

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ:۳۷)

"اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند تو سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ (عزوجل) کو سجدہ کرو جس نے اِنہیں پیدا فرمایا اگر تم اُس کی (یعنی اللہ عزوجل کی) عبادت کرتے ہو"۔

محولہ بالا آیاتِ مقدسہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سجدۂ اُلوہیت صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کو ہے۔

ملکہ بلقیس اور ہُدہُد کا واقعہ:

ہُدہُد نے مُلکِ سبا کی حکمران (ملکہ بلقیس) اور اُس کی رعایا کا حال بیان کرتے ہوئے، حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا: وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ.... (النمل:۲۴)''میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو دیکھا ہے کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں''۔

پھر عرض کیا: وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ''شیطان نے اُن کے اعمال اُن کی نگاہ میں اچھے کر دیئے ہیں اور اُن کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیا ہے، اِس لئے وہ ہدایت کی راہ نہیں پاتے''۔

بعد ازیں ہُد ہُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی جناب میں ایسی خوبصورت اور سچی بات کہی کہ ایک پرندے کی زبان' خدائے وحدہ لاشریک کی اُلوہیت اور وحدانیت کا ذکر کر کے غیرِ خدا کو سجدہ کرنے والوں کی سوچ کو جھنجھوڑتی ہے اور دعوتِ فکر دیتی ہے کہ ایک پرندے اور مخلوق کو سجدہ کرنے والے اِنسان کی عقل میں کتنا فرق ہے۔ ہُد ہُد نے عرض کی:

اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ السجدة (النمل:۲۶-۲۵)

''وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ جو آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں نکالتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اللہ (جل جلالہ) ہی ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے''۔

ہُد ہُد سے بدتر لوگوں کی گفتگو:

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم اِرشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ السجدة (الفرقان:۶۰)

”اور جب اُن (یعنی بت پرستوں) سے کہا جائے کہ رحمٰن (جل جلالہ) کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن (جل جلالہ) کیا ہے؟ کیا ہم اُسے سجدہ کریں جس کا تم ہمیں حکم دو اور اِس حکم نے اُنہیں اور متنفر کر دیا“۔ ہُد ہُد اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حضور سجدہ کرنے کی بات کرتا ہے اور بے عقل، مشرک انسان اللہ ربُّ العزت کو سجدہ کرنے سے اِنکار کرتا ہے اور بھاگتا ہے۔

بندے کو دعوت:

رَبِّ ذوالجلال والاکرام اِنسانوں سے فرماتا ہے:

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۚ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ؕ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ۙ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۙ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ (النجم:۵۸تا۶۱)

”نزدیک آنے والی گھڑی قریب آ پہنچی (یعنی قیامت) اللہ (عزوجل) کے سوا اُس کا کوئی کھولنے والا نہیں کیا تم اِس بات پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم غفلت میں پڑے ہو؟“

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ السجدۃ (النجم:۶۲) ”بس اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی کو سجدہ کرو اور اُس کی بندگی کرو“۔ ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ السجدۃ ”اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ“۔ (العلق:۱۹)

مسلمانانِ ملّتِ اِسلامیہ کو اِس حقیقت کو اَچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ سجدہ اللہ ربُّ العزّت کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ مخلوق کو سجدۂ عبادت یقیناً شرکِ مبین اور کفرِ مبین ہے اور سجدۂ تحیت و تعظیم گناہِ عظیم اور حرامِ قطعی ہے۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کسی اور کو سجدہ کی مطلقاً ممانعت

ا۔ شوہر کا عورت پر حق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

جَاءَتِ امْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ اَخْبِرْنِیْ مَاحَقُّ الزَّوْجِ عَلَی الزَّوْجَۃِ؟ قَالَ لَوْ کَانَ یَنْبَغِیْ لِبَشَرٍ لَاُمِرَتُ الْمَرْاَۃُ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا لِمَا فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلَیْھَا [۲۲]

''ایک عورت نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِرشادِ پاک فرمائیں شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا ہے کہ جب اُس کا شوہر گھر آئے تو اُسے سجدہ کرے۔ یہ اِس فضیلت کے سبب ہے جو عورت پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مرد کو عطا فرمائی ہے''۔

اِسی طرح جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اَلفاظ اِس طرح ہیں: رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ کُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا [۲۳]

''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔

۲۔ اُونٹ کا سجدہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنصار کے ایک گھر میں

---

[۲۲] الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۴' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۹۰' درمنثور جلد ۲ ص ۱۵۲۔

[۲۳] ترمذی جلد ۱ ص ۲۱۹۔

ایک اُونٹ اُن کے لئے کنویں سے پانی نکالتا تھا، وہ اُونٹ بگڑ گیا۔ وہ انصار رضی اللہ عنہم رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے پاس آئے اور عرض کیا' ہمارا اُونٹ ہمارے لئے پانی نکالتا تھا، وہ بگڑ گیا ہے کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا۔ کھیتی اور کھجوریں پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاسی ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِاَ صْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَقَامُوْا فَدَخَلَ الْحَائِطَ وَالْجَمَلُ فِی نَاحِیَتِهٖ فَمَشَی النَّبِیُّ ﷺ نَحْوَهٗ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ یَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ صَارَ مِثْلَ الْكَلْبِ الْكَلْبُ نَخَافُ عَلَیْكَ صَوْلَتَهٗ فَقَالَ لَیْسَ عَلَیَّ مِنْهُ بَاسٌ فَلَمَّا نَظَرَ الْجَمَلُ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَقْبَلَ نَحْوَهٗ حَتّٰی خَرَّ سَاجِدًا بَیْنَ یَدَیْهِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِنَا صِیَتِهٖ اَذَلَّ مَا كَانَتْ قَطُّ حَتّٰی اَدْخَلَهٗ فِی الْعَمَلِ فَقَالَ لَهٗ اَصْحَابُهٗ یَارَسُوْلَ اللهِ هٰذَا بَهِیْمَةٌ لَّا یَعْقِلُ یَسْجُدُ لَكَ وَنَحْنُ نَعْقِلُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَلَكَ قَالَ لَا یَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلُحَ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ لَاَ مَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا لِعَظْمِ حَقِّهٖ عَلَیْهَا [۴۴]

''رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا اُٹھو۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوگئے اور باغ میں تشریف لے گئے اور (وہ) اُونٹ باغ کے ایک کونے میں تھا۔ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) اُس کی طرف

۴۴ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۴' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۹' درمنثور جلد ۲ ص ۱۵۴' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۵۔

چلے، اَنصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ اُونٹ باؤلے کتے کی طرح ہے۔ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں اُس سے کوئی اَندیشہ اور خطرہ نہیں جب اُونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا یہاں تک کہ قریب آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ماتھے کے بالوں سے پکڑا اور کام کے لئے دے دیا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جانور' بے عقل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہیں' ہم عقل والے ہیں اِس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بشر کو لائق نہیں کہ کسی اِنسان کو سجدہ کرے اور اگر کسی اِنسان کا کسی اِنسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اُس کی عظمت کی وجہ سے جو اُسے عورت پر حاصل ہے''۔

۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کردیا:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ملکِ شام سے لوٹ کر آئے تو:

سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ قَالَ اِنِّیْ اَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِاَسَاقِفَتِهِمْ وَبِطَارِقَتِهِمْ فَوَدَدْتُ فِیْ نَفْسِیْ اَنْ نَّفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا تَفْعَلُوْا، فَاِنِّیْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا [۲۵]

''(اُنہوں نے) رسولِ (کریم رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ (رضی اللہ عنہ) یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا، میں ملکِ شام میں

۲۵ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸۵۳' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۰۹۔

گیا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میرے دِل میں یہ بات اَچھی لگی کہ آپ (ﷺ) کو سجدہ کیا جائے، آپ (ﷺ) نے فرمایا: اَیسا مت کرو۔ اگر میں کسی کو حکم فرماتا کہ کسی غیرِ خدا کو سجدہ کرو تو میں عورت سے فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔

نوٹ: یاد رہے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو سجدۂ تعظیم وتحیت کیا تھا تو رسولِ (کریم رؤف ورحیم) ﷺ نے اُن پر کفر وشرک کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ آپ ﷺ نے اُنہیں بڑی محبت سے سمجھایا۔ جب تعلیم وتربیت مقصود ہوتی ہے تو کفر وشرک کے فتوے نہیں لگائے جاتے۔ بلکہ نہ معلوم بات سمجھائی جاتی ہے اور اُس کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ ایک انصاری (صحابی رضی اللہ عنہ) کے باغ میں تشریف لے گئے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اُس باغ میں بکریاں چر رہی تھیں۔ اُن تمام بکریوں نے نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ کو سجدہ کردیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

> يَارَسُوْلَ اللهِ كُنَّا نَحْنُ اَحَقُّ بِالسُّجُوْدِ لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْغَنَمِ، قَالَ اِنَّهُ لَا يَنْبَغِي مِنْ اُمَّتِيْ اَنْ يَّسْجُدَ اَحَدٌ لِاَحَدٍ، وَلَوْ كَانَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّسْجُدَ اَحَدٌ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا [۲۶]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِن بکریوں سے زیادہ ہم اِس بات کے حق دار

[۲۶] دلائل النبوۃ' ابونعیم جلد ا جزا ص ۳۷۹ حدیث نمبر ۲۷۶۔

ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ کسی دوسرے آدمی کو سجدہ کرے۔ اگر ایسا کرنا مناسب ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔

۵۔ چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَآءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَہٗ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! تَسْجُدُ لَکَ الْبَھَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ قَالَ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ وَلَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا [۲۷]

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ مہاجرین اور اَنصار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اُونٹ نے آکر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) چوپائے اور درخت آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم لوگ اِس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کرو، اپنے بھائی کا اِحترام اور تعظیم کرو۔ اگر میں کسی کو سجدے کا حکم فرماتا تو عورت کو فرماتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔

۶۔ اَعرابی کا سجدہ کے لئے اِذن مانگنا اور حضور ﷺ کی ممانعت:

حضرت بُریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک اَعرابی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا' یارسول

[۲۷] مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۱۰' البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۱۵۷' مسند احمد جلد ۶ ص ۷۶۔

اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے اِسلام قبول کرلیا ہے (مسلمان ہوگیا ہوں) لیکن مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھ جائے (اور پختہ ہوجائے)، **فَقَالَ مَاالَّذِیْ تُرِیْدُ؟** (آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟) اُس نے عرض کیا: **اُدْعُ تِلْکَ الشَّجَرَۃَ اَنْ تَاْتِیَکَ** (اُس درخت کو بلائیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: **اِذْھَبْ فَادْعُھَا** (جاؤ اور اُسے بلالاؤ) وہ اعرابی اُس درخت کے پاس گیا اور کہنے لگا: **اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ** ﷺ "تمہیں رسول اللہ ﷺ یاد فرماتے ہیں"۔ وہ درخت فوراً ایک طرف اِتنا جھکا کہ اُس کی اِدھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں پھر دوسری طرف جھکا اور اُدھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں، **حَتّٰی اَتَتِ النَّبِیَّ** ﷺ (یہاں تک کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا) اور حاضر ہوکر عرض کرنے لگا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

(یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم سلام ہو آپ ﷺ پر) اُس اعرابی نے جب یہ منظر دیکھا تو عرض کرنے لگا، **حَسْبِیْ حَسْبِیْ** (مجھے کافی ہے، مجھے کافی ہے) پھر نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ نے درخت سے فرمایا: **اِرْجِعِیْ فَرَجَعَتْ فَجَلَسَتْ عَلٰی عُرُوْقِھَا وَ فُرُوْعِھَا** "پلٹ جا، وہ درخت فوراً پلٹ گیا اور اُنہیں شاخوں کے ریشوں کے ساتھ پہلے کی طرح جم گیا"۔ بعدازیں **فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ اِئْذَنْ لِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ اَنْ اُقَبِّلَ رَاْسَکَ وَرِجْلَیْکَ** (اُس اعرابی نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اِجازت فرمائیں تاکہ میں آپ ﷺ کے سرِ انور اور دونوں نورانی پاؤں مبارک کو بوسہ دوں"۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِجازت عطا فرمائی، پھر اُس نے عرض کیا:

اِئْذَنْ لِیْ اَنْ اَسْجُدَ لَکَ قَالَ لَا یَسْجُدْ اَحَدٌ لِاَحَدٍ

''مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے منع فرماتے ہوئے اِرشادِ مبارک فرمایا:'' (مخلوق میں) کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔ ۲۸؎

۷۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اَتَیۡتُ الۡحِیۡرَۃَ فَرَاَیۡتُھُمۡ یَسۡجُدُوۡنَ لِمَرۡزُبَانٍ لَّھُمۡ فَقُلۡتُ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اَحَقُّ اَنۡ یَّسۡجُدَ لَہٗ قَالَ فَاَتَیۡتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلۡتُ اِنِّیۡ اَتَیۡتُ الۡحِیۡرَۃَ فَرَاَیۡتُھُمۡ یَسۡجُدُوۡنَ لِمَرۡزُبَانٍ لَّھُمۡ فَاَنۡتَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَحَقُّ بِاَنۡ یَّسۡجُدَلَکَ قَالَ لِیۡ اَرَاَیۡتَ لَوۡ مَرَرۡتَ بِقَبۡرِیۡ اَکُنۡتَ تَسۡجُدُ لَہٗ فَقُلۡتُ لَا فَقَالَ لَا تَفۡعَلُوۡا لَوۡ کُنۡتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنۡ یَّسۡجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرۡتُ النِّسَآءَ اَنۡ یَّسۡجُدۡنَ لِاَزۡوَاجِھِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَھُمۡ عَلَیۡھِنَّ مِنۡ حَقٍّ ۲۹؎

''میں حیرہ کے علاقہ سے آیا (حیرہ کوفہ کے پاس ایک شہر ہے) وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا (یعنی دِل میں سوچا) کہ اِن سے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ زیادہ حق دار ہیں کہ اُن کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا

۲۸؎ مستدرک حاکم جلد۴ ص ۱۹۰' دارمی جلد۱ ص ۱۳ مختصراً' نصب الرایۃ جلد۴ ص ۲۵۹' دلائل النبوۃ ص ۳۹۰ حدیث نمبر ۲۹۱۔ ۲۹؎ ابوداؤد جلد۱ ص ۲۹۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص ۲۹۱' مستدرک حاکم جلد۲ ص ۱۸۷' مشکوٰۃ ص ۲۸۲' الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۵۵۔

کہ میں حیرہ کے علاقہ میں گیا تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو اُن کے مقابلے میں آپ ﷺ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بھلا اگر تم میرے مزار (پاک) پر گزرو تو کیا مزار (پاک) کو سجدہ کرو گے؟ میں نے عرض کیا نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا، مت کر، اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اُس حق کے سبب جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن کا اُن پر رکھا ہے"۔

نوٹ: اِس جملہ میں کہ "مت کر" کے آگے "ف" لگا کر محمد اسماعیل دہلوی صاحب (غیر مقلد) نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یوں لکھا ہے (ف: یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں)۔

تجزیہ:

حدیث شریف میں ایسا کوئی جملہ نہیں جس کے معنی یہ ہوں کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی طرف سے بات گھڑ لی ہے، ایسی کئی باتیں ہیں جو اِن صاحب نے من گھڑت لکھ کر اُمتِ مسلمہ میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بے اَدب لوگوں کا فرقہ بنانے میں اِنتہائی خوف ناک کردار اَدا کیا ہے۔ اَب اِن کے پیروکار اِن کی بات کو تو سو فیصد درست مانتے ہیں، لیکن اُن کی جھوٹی، مَن گھڑت اور لغوبات کے مقابلے میں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سچی بات اِن کے فرقہ کے لوگوں کی عقل میں نہیں اُترتی۔ جھوٹی، لغو اور مَن گھڑت بات نے اِن لوگوں کے ذہن وضمیر کو اس قدر بیمار کر دیا ہے کہ سچی اور صحیح بات بھی اِنہیں جھوٹی اور غلط معلوم ہوتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

سچی اور صحیح بات کیا ہے؟

حدیث حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَىَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّىْ عَلَىَّ اِلَّا بَلَغَنِىْ صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِىْ، اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ [۳۰]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعۃ المبارک کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود شریف بھیجو، کیونکہ وہ یوم مشہود ہے، فرشتے اِس میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو بندہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہے خواہ وہ کہیں ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ عرض کیا گیا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا (ہاں) وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے''۔

اِنہی سے ایک اور روایت ہے' فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَىَّ يَوْمَ الْجُمُعَهِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَىَّ صَلَاتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ ! قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ، اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ

---

[۳۰] جلاء الافہام لابن قیم الجوزی (عربی) ص۵۶ (چھاپہ بیروت)' الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام از قاضی محمد سلیمان منصور پوری ص۵۲۔

تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ ۳۱؎

"جمعۃ (المبارک) کے دن مجھ پر بہت دُرود شریف بھیجو اِس لئے کہ جمعۃ (المبارک) یوم مشہود ہے اور اِس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو مجھ پر دُرود شریف بھیجتا ہے، اُس کا دُرود شریف میرے سامنے کر دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ کے وصال کے بعد کیا صورت حال ہوگی؟ فرمایا میرے وصال کے بعد (اَیسے ہی ہوگا)۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر اَنبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور وہ رزق دیئے جاتے ہیں"۔

دعوتِ فکر!

وحید الزماں صاحب کا درج ذیل تبصرہ اُن کے پیروکاروں کے لئے دعوتِ فکر ہے۔

۱۔ "کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح و سالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ مع جسم صحیح اور سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس دُرود بھیجے یا سلام کرے تو آپ ﷺ خود سن لیتے ہیں۔ اگر دُور سے دُرود بھیجے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہلِ حدیث کا یہی اِعتقاد ہے" (ابن ماجہ مترجم جلد ا ص ۵۳۷) حاشیہ نمبر ۲ چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور سن وعن)۔ اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ اِس حدیث پاک پر بھی ہے اور اُس حدیث پاک پر بھی جو اُوپر بیان ہو چکی ہے جس میں فرمایا گیا کہ کوئی کہیں مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

۳۱؎ ابن ماجہ ص ۱۹۹ حدیث نمبر ۱۶۳۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۶۶، جلاء الافہام لابن قیم الجوزی ص ۳۶، الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۳۸۔

۲۔ ''جو باتیں آنحضرت ﷺ سے دُنیاوی حیات کی حالت میں عرض کر سکتے تھے وہ اَب بھی عرض کر سکتے ہیں اور جو فیوض و برکات آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوتے تھے وہ اَب بھی ہوتے ہیں۔ کمال نحوست اور شامت ہے اُس شخص کی جو حج کو جاوے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہو''۔ (ابنِ ماجہ مترجم جلد ا ص ۵۳۷ من و عن وحید الزماں صاحب غیر مقلد)

۳۔ ''مگر ہر حال میں آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف کے پاس دُرود و سلام سُنتے ہیں' اسی طرح آپ ﷺ کا اَدب اور لحاظ اِسی حال میں قائم ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھا بلکہ یہ برزخی حیات بہت باتوں میں دُنیاوی حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ بہتر ہے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا'' (ابنِ ماجہ جلد ا ص ۸۱۵ مترجم وحید الزماں صاحب من و عن)

۴۔ ''وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں کلام اور سلام سنتے ہیں، اعمال اُن کی اُمت کے اُن پر پیش کئے جاتے ہیں، دُرود شریف سامنے لایا جاتا ہے، وہ خوش ہوتے ہیں، دُعا کرتے ہیں۔ اگرچہ باقی اہلِ قبور بھی بر بنائے مذہب صحیح اہلسنّت و جماعت سنتے ہیں مگر یہ سننا اُن کا صرف روحانی ہے اور انبیاء کرام کی حیات روحانی اور جسمانی دونوں کی طرح ہے۔ مگر اِس میں اور دنیا کی حیات میں ایک فرقِ دقیق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا نہ اُس کے بیان کی یہاں گنجائش ہے''۔ (سنن ابوداؤد مترجم اردو از وحید الزماں صاحب جلد ا ص ۳۹۹ من و عن چھاپہ اسلامی اکادمی، اردو بازار لاہور)۔

خلاصہ کلام:

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے اِرشاداتِ صحیحہ اور عظیمہ کے مقابلے میں کسی غلط نظریات والے شخص کی کیا حقیقت ہے؟ کوئی شخص اپنے غلط عقائد اور نظریات سے سوائے گمراہی اور تفرقے کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا اور اُس کا جتنا بوجھ

اور جرم ہے سب اُس شخص کے کھاتے میں جائے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے!

ے ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے غلط اور باطل تشریح سے سوائے غلط نظریات کے اور کسی چیز کا پرچار نہیں کیا اِس کا وبال اُنہیں کی جان پر ہوگا۔

غلط تشریح کی غلط ترجمانی:

رشید احمد گنگوہی صاحب کو کسی شخص نے اِس بارے میں سوال کیا کہ تقویۃ الایمان کے ص ۶۱ مطبوعہ فاروقی میں، محمد اسماعیل دہلوی صاحب حدیث نقل فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے نقل کیا کہ میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے..... آخر حدیث تک (جو اُوپر بیان ہو چکی ہے) کے آگے ''ف'' لگا کر لکھا ہے ''ف'' یعنی میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کیا سجدہ کے لائق ہوں''.... الخ تو یہاں پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ مٹی میں ملنے سے مراد کیا ہے اور مخالفین یہاں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کا جسد زمین میں مل جانا ثابت ہوتا ہے۔ اِس کا کیا جواب ہے؟ مفصل رقم فرمائیں۔

رشید احمد گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ کامل چھاپہ پاکستان چوک کراچی کے ص ۷۰ میں جواب لکھا ہے:

جواب: مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جاوے جیسا کہ سب اَشیاء زمین پر پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسدِ اَنبیاء کرام علیہم السلام خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہیں چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی اِحاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے۔ یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے کچھ اِعتراض نہیں فقط و اللہ تعالیٰ اَعْلَمُ۔

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا جواب:

اِن حضرات کی کیا علمی موشگافیاں ہیں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں یعنی معلوم ہوا کہ میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں اور دوسرے صاحب وکالت کرتے ہوئے میں کو سے سے بدل رہے ہیں اور لکھتے ہیں ''میں بھی مر کر مٹی سے ملنے والا ہوں یعنی اُن کے نزدیک میں اور سے میں کوئی فرق نہیں۔

قارئینِ کرام کی خدمت میں اِدارہ کی طرف سے ایک سوال ہے اِس کو اُن حضرات سے حل کروادیں۔

سوال: مسٹرب سے پیسے گم ہوگئے اور مسٹرب میں پیسے گم ہوگئے؟ یا مسٹرد سے ڈنڈا گم ہوگیا اور مسٹرد میں ڈنڈا گم ہوگیا۔

اگر مسٹرب سے پیسے گم ہوئے ہیں تو ملنے کی توقع ہے لیکن اگر مسٹرب میں پیسے گم ہوگئے ہیں تو پھر ملنا مشکل ہیں۔

اِسی طرح اگر مسٹرد سے ڈنڈا گم ہوگیا ہے تو ملنے کی توقع ہے لیکن مسٹرد میں ڈنڈا گم ہوگیا ہے تو پھر ملنا مشکل ہے۔

علم والوں کو اِن دونوں عبارتوں میں فرق نظر آتا ہے مگر کم علم لوگوں کو میں اور سے میں فرق نظر نہیں آتا۔

چاہیے تو یہ تھا کہ رشید احمد گنگوہی صاحب کہتے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے غلط لکھا ہے مگر اُن کی غلط حمایت کی اور میں کو سے بنا دیا چنانچہ عقائد کی مطابقت نے میں اور سے کے فرق سے ہی بے خبر کر دیا۔

☆☆☆

☆☆

قبروں کا احترام

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقُ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصُ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ[۱]

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی ایک شخص انگارے پر بیٹھے جس سے اُس کے کپڑے جل جائیں تو وہ آگ اُس کے جسم پر پہنچ جائے، تو یہ بہتر ہے اس سے کہ کوئی شخص کسی کی قبر پر بیٹھے"۔ (کیونکہ قبر پر بیٹھنے میں میّت کی تذلیل ہے، قبر کو روندنا نہیں چاہئے اور اِس صورت میں گویا قبر کی عزّت کرنے کا حکم ہے)۔[۲]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوْسَطَ الْقُبُوْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ[۳]

---

[۱] ابن ماجہ ص ۱۱۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۸۔۳۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۸، مسلم حدیث نمبر ۹۷۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۲۸، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۷۔
[۲] حاشیہ ابن ماجہ جلد ۱ ص ۶۷۷ (مترجم وحید الزماں غیر مقلد)۔ [۳] الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۷۴، ابن ماجہ ص ۱۱۳۔

انگارے پر چلنا یا تلوار پر چلنا یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانکنا (یعنی بہت تکلیف اُٹھاؤں کیونکہ پاؤں سے جوتا ٹانکنا مشکل ہے) یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اِس سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور پرواہ نہیں رکھتا' (یہ مجھے پسند ہے) اِس بات سے کہ قبر پر یا بازار کے درمیان میں پیشاب یا پاخانہ کروں ۔'' (مطلب یہ ہے کہ بازار میں لوگوں کی شرم کی وجہ سے کسی طرح بول و براز نہیں کرتا، پس اَیسا ہی مُردوں سے شرم کرنی چاہئے)۔ یہ بات اُمت کی تعلیم کے لئے فرمائی۔

قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا [۱]

''قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی اُن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو''۔

قبرستان میں جوتے اُتارنا:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک مرتبہ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابنِ خصاصیہ! تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے ہو؟۔ (یعنی اُس نے تمہیں اِتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی کسی بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ اُس نے مجھے ہر ایک بھلائی عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں

---

[۱] ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۴' مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲' ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۵ ۔ ۲۸۷' مشکوٰۃ ص ۱۴۸' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۵' نسائی حدیث نمبر ۷۶۰۔

کی قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: اِن لوگوں نے بہت بھلائی کو پایا (کہ زندہ رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو پایا اور اُن پر ایمان لائے) اور مشرکوں کی قبروں سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بھلائی سے پہلے ہی گزر گئے (یعنی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وقت نہ پایا)

فَرَایٰ رَجُلًا یَمْشِیْ بَیْنَ الْمَقَابِرِ فِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ اَلْقِهِمَا ۵

''پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتے پہنے قبروں میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے اپنی جوتیاں اُتار دے''۔

جوتیاں اُتار کر پھینک دیں:

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ جن کا نام دورِ جاہلیت میں زحم بن معبد تھا آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' زحم بن معبد' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بشیر ہو تو اُس وقت سے اُن کا نام ''بشیر'' پڑ گیا۔ فرماتے ہیں' میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتے پہنے ہوئے قبروں کے بیچ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ وَیْحَکَ اَلْقِ سِبْتِیَّتَیْکَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَلَعَهَا فَرَمٰی بِهِمَا ۶

''اے جوتیوں والے! تجھ پر افسوس ہے' اپنی جوتیاں اُتار۔ اُس نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، اُسی وقت اپنی جوتیاں اُتاریں اور پھینک دیں''۔ یعنی پاؤں سے جوتے اُتار دیئے اور قبروں کے بیچ ننگے پاؤں چلنے لگا۔

۵ ابن ماجہ ص ۱۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۸۶' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸۔ ۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴' ابن ماجہ ص ۱۱۳' السنن الکبریٰ للبیقھی جلد ۴ ص ۸۰۔

سوال: قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور چارپائی پر سونا اور گھوڑا باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے جبکہ جوتا پہننا' سخت توہینِ امواتِ مسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں' اس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا' چارپائی بچھانا' سونا' اور بیٹھنا سب حرام ہے۔

عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں:

''حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ ایک دن حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:'' آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تشریف لائے مگر اُس (مرنے والے) کا ماں باپ کی اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اُس کے وضو نے اُسے بچا لیا۔ ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر نے اُسے بچا لیا۔ ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا، اُسے نماز نے بچا لیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کے روزے آگئے اور اُس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا، کہ انبیاء کرام علیہم السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے، وہ اُن کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کا غسلِ جنابت آیا اور اُس کو میرے پاس بٹھا دیا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اُس کا حج وعمرہ آگیا اور اُس کو منور کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اُس کو منہ نہیں لگاتا، تو صلۂ رحمی آکر مؤمنین سے کہتا ہے کہ تم اِس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اُس کا صدقہ

آ گیا اور اُس کو بچالیا۔ ایک شخص کو زبانیہ (خاص قسم کا فرشتہ) نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اُس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر آیا اور اُسے بچا لیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے، لیکن اُس کے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان حجاب ہے مگر اُس کا حُسنِ خلق آیا اور بچا لیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملا دیا۔ ایک شخص کو اُس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنا آ گیا اور اُس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کی نیکیوں کا وزن ہلکا رہا، مگر اُس کا سخاوت کرنا آ گیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، لیکن اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنا آ گیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اُس کے وہ آنسو آ گئے جو اُس نے خشیتِ الٰہی میں بہائے تھے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا، لیکن اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن آیا اور اُسے بچا لیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا، لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اُن کی زبان سے لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) سے اُن کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگ بے گناہ لوگوں پر الزام لگانے والے ہیں۔ حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ سے مروی یہ حدیث پاک بہت عظیم ہے۔ اِس میں ایسے مخصوص اَعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے"۔ [1]

---

[1] مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۹، شرح الصدور ص ۱۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۵ ص ۲۸۱، کتاب الروح ابن قیم ص ۱۱۰۔

زیارتِ قبور:

زیارتِ قبور کے بارے میں اُمّت کا اِتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت سُنّت ہے کیونکہ اِس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دِل میں نرمی، دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ میّت اپنے زائر کو دیکھتی ہے اور اُن کا کلام سنتی ہے۔

اِجازتِ زیارتِ قبور:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔[۸]

"میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا، اَب تم قبروں کی ز یارت کیا کرو۔ میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اَب جب تک چاہو رکھو (اور کھاؤ)۔ میں نے تمہیں شراب کے برتنوں (کو استعمال کرنے) سے منع فرمایا تھا، اَب (اِن برتنوں کو استعمال کرو اور) اِن میں (پانی) پیا کرو لیکن نشہ کی چیز نہ پینا"۔

---

[۸] مجمع الزوائد جلد۳ ص ۵۹، مسلم جلد۱ ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، شرح السنۃ جلد۳ ص ۳۰۱، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ ص ۷۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۹۸، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، مسند احمد جلد۱ ص ۱۴۵۔

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ [۹]

''قبروں کی زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ [۱۰]

''میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا، اَب اِن کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں''۔

جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور:

حضرت محمد بن نعمان تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ اِس حدیث شریف کو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا [۱۱]

---

[۹] مسلم جلد۱ص۳۱۲' مشکوٰۃ ص۱۵۴' مستدرک حاکم جلد۱ص۵۳۲۔۵۳۱' الترغیب والترہیب جلد۴ ص۳۵۷۔ ابن ماجہ حدیث نمبر۱۵۷۲' نسائی حدیث نمبر۲۰۳۴' ابو داؤد حدیث نمبر۳۲۳۴' مسند احمد جلد۲ص۴۴۱۔ [۱۰] ابن ماجہ ص۱۱۴' مشکوٰۃ ص۱۵۴' مستدرک حاکم جلد۱ص۵۳۳۔۵۳۱' الترغیب والترہیب جلد۴ص۳۵۸۔۳۵۷۔ [۱۱] مشکوٰۃ ص۱۵۴' مجمع الزوائد جلد۳ص۵۹۔

''جو اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعۃ المبارک کو زیارت کیا کرے گا تو اُس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ اَنور کی زیارت کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں'

كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِى الَّذِىْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنِّىْ وَاضِعُ ثَوْبِىْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِىْ وَاَبِىْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَادَخَلْتُهُ وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَىَّ ثِيَابِىْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ [12]

''میں اپنے گھر میں جس میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ مدفون ہیں، چادر اُتارے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی ایک میرے (عظیم الشان شوہر) ہیں اور دوسرے میرے والد (گرامی) ہیں پھر جب (حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) دفن ہوئے تو اللہ کی قسم (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے شرم کے باعث بغیر کپڑا لپیٹے اس گھر میں نہ گئی''۔

(۱) اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ میّت کا بعد وفات بھی احترام چاہیے۔

(۲) غیر محرم بزرگوں کی قبور کا احترام اور اُن سے شرم وحیاء چاہیے۔

(۳) قبر کے اندر سے میّت باہر والوں کو دیکھتی ہے۔

(۴) اُنہیں جانتی پہچانتی ہے۔

(۵) قبر کی مٹی اور تختے وغیرہ میّت کی آنکھوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے لیکن

---

[12] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۱۲ رواہ مسند احمد' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۲۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۶۲۔

زائر کا لباس اُن کے جسم کے لیے آڑ ہے۔ لہٰذا میت کو زائر ننگا نہیں دکھائی دیتا۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔

اگر قبر گھر میں ہو یا عورت حج یا کسی سفرِ جائز کے لیے گئی ہو اور راہ میں کوئی قبر ملی اُس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع وفزع وتجدید حزن وبکا ونوحہ وافراط وتفریطِ اَدب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ ص ۵۶۲)

راستہ میں واقع قبر کی زیارت:

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حبشی کے مقام پر فوت ہوئے۔ اُنہیں مکہ مکرمہ لایا گیا' وہاں اُنہیں دفن کیا گیا۔ ایک مرتبہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر کے پاس سے گذریں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور یہ دو شعر پڑھے:

(۱) وَكُنَّا كَنَدْ مَانَىْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ :لَنْ يَّتَصَدَّعَا

(۲) فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّىْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَادُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ لَوْ شَهِدْتُكَ مَازُرْتُكَ [۱۳]

(۱) ہم دونوں ایسے (بہن بھائی) تھے جیسے بادشاہ جزیمہ کے دو ہم نشین کہ ایک ساتھ رہے برسوں زمانے میں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

---

[۱۳] جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۵' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۳۔

(۴) پھر ہم دونوں جدا جدا ہو گئے تو گویا کہ میں اور مالک باوصف مدتوں ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہو کہ گویا ایک رات بھی ساتھ نہ رہے۔

پھر اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی قسم اگر میں (اُس وقت تیرے پاس) ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرواتی جہاں تم مرے تھے اور اگر میں تمہیں موت کے وقت دیکھ لیتی تو اب کبھی قبر پر نہ آتی''۔

(۱) اِس سے مسئلہ معلوم ہوا اگر راستے میں کسی عزیز کی قبر آ جائے تو عورت اُس کی زیارت کرسکتی ہے۔

(۲) اِس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بہن بھائی جن کی مرتے وقت زیارت نہ کی گئی ہو اُن کے مرنے کے بعد عورت اُن کی قبر کی ایک بار زیارت کرسکتی ہے۔

قبر انور پر چہرہ رکھنا:

اَقْبَلَ مَرْوَانُ یَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلاً وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَاَخَذَ مَرْوَانُ بِرَقَبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَاتَصْنَعُ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِ فَقَالَ نَعَمْ اِنِّیْ لَمْ اٰتِ الْحَجَرَ اِنَّمَا جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ [۱۴] سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَبْکُوْا عَلَى الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَهُ اَهْلُهُ وَلٰکِنْ اَبْکُوْا عَلَى الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَهُ غَیْرُ اَهْلِهٖ [۱۵]

''مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ (حضور نبی کریم

[۱۴] مجمع الزوائد جلد۵ ص ۲۴۵' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۵۱۵ ص ۵۶۰' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲۲' فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۔ [۱۵] مجمع الزوائد جلد۵ ص ۲۴۵' کنز العمال جلد ۶ ص ۸۸' حدیث نمبر ۱۴۹۶۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۴ ص ۱۵۸ حدیث نمبر ۳۹۹۹' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲۲' فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۱ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔

رؤف ورحیم ﷺ کی) قبرِ (انور) پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ مروان نے اُن کی گردن مبارک پکڑ کر کہا' جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو؟ اِس پر اُن صاحب نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ہاں' میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا' میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے' دین پر نہ روؤ جب اِس کا اہل اُس پر والی ہو۔ ہاں! اُس وقت دین پر روؤ جبکہ نا اہل والی ہو''۔

یہ صحابی حضرت سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ تعظیم قبر اور روحِ مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے۔ وہ لوگ مروان کا ترکہ ہیں جو زیارتِ قبور اور احترام قبور اور تعظیمِ روحِ مطہر کا شعور نہیں رکھتے۔ تعظیمِ قبر سے جُدا ہو کر تعظیمِ روح کریم رؤف ورحیم کی برکت لینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنّت ہے اور اہلِ سُنّت و جماعت کو اِن کی میراث ملی ہے۔ وللہ الحمد (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۳۲۱)۔

زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟

قبروں والوں کو سلام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ [۱۶]

''نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر سے گزرے

[۱۶] ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳' دارمی جلد ۱ ص ۳۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۱۰۸' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۷۲۰' کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۲' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۱۲۲ - ۴۲۵۶۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۸۹' البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۲۔

تو اُن کی طرف اپنا چہرہ (مبارک) فرمایا اور پھر فرمایا: ''اے قبروں والو! تم پر سلام ہو' اللہ (عزوجل) ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہم سے اگلے ہو' (پیشرو ہو' پہلے گزر گئے ہو) اور ہم تمہارے پیچھے ہیں۔'' (یعنی تم ہم سے پہلے چلے گئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں)۔

مسئلہ: آپ ﷺ قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے کہ زیارتِ قبور کے وقت اس طرح کھڑے ہونا چاہیے۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اِن دُعائیہ کلمات سے اہلِ قبور کو نوازتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ [۱۷]

''اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور اِنشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کو بخش دے''۔

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُنہیں یعنی ہمیں سکھاتے تھے کہ جب قبروں پر جائیں تو یوں کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ [۱۸]

''اے مومنین اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو' انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ (عزوجل) سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں''۔

---

[۱۷] مشکوٰۃ ص ۱۵۴' مسلم جلد ا ص ۳۱۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۶۔ [۱۸] مشکوٰۃ ص ۱۵۴' مسلم جلد ا ص ۳۱۴' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۳' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۷۹' ابن ماجہ ص ۱۱۲۔

شرح السنۃ میں ''لَاحِقُوْنَ کے بعد اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ'' کے الفاظ بھی ہیں۔[۱۹] (یعنی تم ہمارے پیش خیمہ ہو)

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا قبرستان جا کر پہلے سلام کرنا پھر قبرستان والوں سے گفتگو کرنا سُنّت ہے۔ اِس کے بعد دُعا و اِستغفار کے ذریعے اہل قبور کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اِس سے معلوم ہوا مردے باہر والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور اُن کا کلام سنتے ہیں' ورنہ اُنہیں سلام جائز نہ ہوتا۔

۴۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے ایک رات آپ ﷺ کو بستر میں نہ پایا، تلاش کے بعد دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاَنَا بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ[۲۰]

''سلام ہو تم پر اے گھر والو! جو مومنین ہیں تم ہمارے پیش خیمہ ہو اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمیں اِن کے ثواب سے محروم نہ کر اور اِن کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈالنا''۔

۵۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: (زیارت قبور کے وقت) یوں کہا کرو:۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ[۲۱]

---

[۱۹] شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۴۔ [۲۰] ابن ماجہ ص ۱۱۲۔ [۲۱] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۶۰' مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۷۵۔۵۷۴۔

''مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام ہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔

ابنِ قیم الجوزی نے ''کتاب الروح'' میں لکھا:

هٰذَا خِطَابٌ لِّمَنْ يَّسْمَعُ وَ يَعْقِلُ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَكَانَ هٰذَا الْخِطَابُ بِمَنْزِلَةِ خِطَابِ الْمَعْدُوْمِ وَالْجَمَادِ [۲۲]

''اِس قسم کا خطاب اُس سے کیا جاتا ہے جو سنتا اور سمجھتا ہو ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا جیسا معدوم اور جمادات سے ہوتا ہے''۔ (جو صحیح نہیں ہے)

ابنِ قیم الجوزی نے مزید لکھا ہے: وَالسَّلَفُ مُجْمِعُوْنَ عَلٰى هٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاٰثَارُ عَنْهُمْ بِاَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهٗ وَيَسْتَبْشِرُ بِهٖ [۲۳] ''اسلاف کا اِس پر اتفاق ہے کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور اُن سے خوش ہوتے ہیں''۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور زیارتِ قبور فرماتے۔ اِس دُعا: -

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

کی وجہ سے بعض مومن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اِس خصوصی دُعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔

میّت پہچانتی ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ الْمَيِّتَ لَيَعْرِفُ مَنْ يَّحْمِلُهٗ وَمَنْ يَّغْسِلُهٗ وَ مَنْ يُّدْلِيْهِ فِي الْقَبْرِ [۲۴] ''میت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اُٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور

[۲۲] کتاب الروح ص ۵۔ [۲۳] کتاب الروح ص ۵۔ [۲۴] مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۱، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۲۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۳۴۔

جو اُسے قبر میں اُتارتا ہے''۔ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: وَ اِذَامَاتَ الْمَيِّتُ فَمَامِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَهُوَ يَرَاهُ عِنْدَ غُسْلِهٖ وَعِنْدَ حَمْلِهٖ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى قَبْرِهٖ [۲۵] ''جب آدمی مرجائے تو جولوگ اُسے غسل دیتے ہیں اور اُس کو اُٹھاتے ہیں' تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے''۔

مُردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ اَخِيْهِ وَ يَجْلِسُ عِنْدَهٗ اِلَّا اِسْتَأْنَسَ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى يَقُوْمَ [۲۶] ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے''۔

(۲) ابنِ ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے:

اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ عَرَفَهٗ وَ اِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ [۲۷]

''جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے۔ نیز ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں یہ روایت بیان کی ہے' اور ابنِ عبداللہ علیہ الرحمہ نے کتاب الاستذکار میں اور تمہید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

---

[۲۵] عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۴ جز۸ ص۲۱۰' تفہیم البخاری جلد۷ ص۴۳۷۔ [۲۶] شرح الصدور ص۱۹۶' کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص۱۴۵۔ [۲۷] شرح الصدور ص۱۹۶' کتاب الروح ص۱۴۔

عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابنِ قیم الجوزی نے کتاب الروح میں لکھا ہے۔

ابنِ عبدالبر علیہ الرحمہ سے روایت ہے' یہ بات رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ سے ثابت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِى الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۲۸

''جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے''۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم ''کتاب الجنائز'' کے باب ''دَفْنُ الْمَيِّتِ'' کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے' فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے اپنے فرزند سے بحالتِ موت فرمایا:

اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِىْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِىْ فَشُنُّوْا عَلَىَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِىْ قَدْرَمَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ يُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَ اَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّىْ؟'' ۲۹

''جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ' جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے اِردگرد اِس قدر یعنی اُتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے مجھے اُنس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟''۔

---

۲۸ کتاب الروح ص ۵' ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵۔ ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۴۹' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۷' مسلم جلد ۱ ص ۷۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸' کتاب الروح ص ۱۱۔

کافر کے لئے اِیصالِ ثواب نہیں

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اُس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیت کی کہ (اُس کے مرنے کے بعد) اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ چنانچہ اُس (کے ایک بیٹے (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی اِسلام لے آئے تھے) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیئے۔ پھر اُس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے اِرادہ کیا کہ اُس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کردوں تو اُنہوں نے کہا (پھر میرے دل میں خیال آیا) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی (کہ اُس کے مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور پچاس باقی ہیں، تو کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ [۳۰]

’’اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے‘ صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے اِن اَعمال کا ثواب پہنچتا۔‘‘ (اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لئے مفید نہیں ہے۔ اور اُسے عذاب سے نجات نہیں دِلائے گا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے)۔

---

[۳۰] ابوداؤد جلد۲ ص۴۳‘ مشکوٰۃ ص۲۴۴ عربی اَلسنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۲۷۹‘ المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص۵۲۱ مختصراً۔

حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ

اِن (حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اِس کے بعد اُنہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابوعبداللہ (یہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا' وہ ثقہ (بااِعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن علاء علیہ الرحمہ کے بارے میں بتایا کہ اُنہوں نے وصیت کی تھی کہ جب اُن کا اِنتقال ہو جائے تو اُن کی قبر کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیاتِ مبارکہ (الم سے **هم المفلحون** تک) اور آخری حصہ (**لله ما في السموات** سے سورت کے اخیر تک) پڑھا جائے۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اِس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوعلی حسن بن ہشیم بزار علیہ الرحمہ نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآنِ مجید پڑھا کرتا تھا۔ [۳۱]

---

[۳۱] ''المغنی'' لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۷۔ ۵۱۸۔